سوال

(239) موسیقی کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے صحیفہ عکاظ عدد ۶۱۰۶ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۳ ہجری میں ایک خبر پڑھی جس کا ما حصل یہ ہے کہ ایک سعودی گویا تھا۔ جس نے گانا چھوڑ دیا تھا۔ ایک فضائی سفر میں جو قاہرہ اور باریس کے درمیان تھا۔ اس گویے کی ایک دیندار آدمی سے ملاقات ہوئی اور گانے اور اس کی مشروعیت سے متعلق باتیں ہونے لگیں اور جب وہ گویا طیارہ سے اترا تو اس دیندار آدمی نے اسے دلائل و براہین سے گانے کی مشروعیت پر مطمئن کر دیا۔ وہ لوٹا اور چند گانے سنانے کھڑا ہو گیا۔ جنہیں بحث کا پہلا پھل قرار دیا جا سکتا ہے۔

کیا اسلام میں گانا مشروع ہے اور وہ بھی دلائل و براہین کے ساتھ۔ خصوصاً موجودہ دور کے عیش و عشرت کے اوقات میں جبکہ موسیقی بھی ساتھ ہوتی ہے؟ (قاسم۔ م۔ جامعہ ملک سعود)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

گانا جمہور اہل علم کے نزدیک حرام ہے اور گانے کے ساتھ کوئی کھیل کا آلہ جیسے موسیقی، عود، رباب یا کوئی اور چیز ہو تو اس کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس کے دلائل یہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

''اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو بیہودہ باتیں خریدتا ہے تاکہ ان سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکا دے۔'' (لقمان: ٦)

اس آیت کی تفسیر مفسرین کی اکثریت نے غنا سے کی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود اس بات پر قسم اٹھاتے ہوئے کہتے تھے کہ:

((انَّ الغِنا يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ))

''گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی سبزہ اگاتا ہے۔''

اور صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال بنا لیں گے۔

اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح میں تعلیقاً اور دوسرے محدثین نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور معازف کے معنی گانا اور آلات موسیقی ہیں۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جس شخص نے غنا کی مشروعیت کا فتویٰ دیا ہے۔ ''(اگر یہ نقل صحیح ہے تو) اس نے بغیر علم کے اللہ تعالیٰ پر بات کہی اور باطل فتویٰ دیا۔ جس کے متعلق جلد ہی قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی۔ اور مدد تو اللہ تعالیٰ ہی سے درکار ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ

جلد اول - صفحہ 225

محدث فتویٰ